AL DALILI

Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)

ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.aldalili.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

قرآن کریم میں اطلاق وتقیید کا معنی پر اثر۔جمہور فقہاء کرام کے اقوال کا تحقیقی مطالعہ

Meaning's impact of Restricting Quranic Absolute Text - A Research Based Study of the Majority of Jurists' Views

AUTHORS

1. Hidayatullah, Ph.D Scholar, Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan
2. Dr. Sanaullah, Associate Professor, Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan

How to Cite: Hidayatullah, and Dr. Sanaullah. 2022. "URDU: قرآن کریم میں اطلاق وتقیید کا معنی پر اثر۔جمہور فقہاء کرام کے اقوال کا تحقیقی مطالعہ: Meaning's Impact of Restricting Quranic Absolute Text - A Research Based Study of the Majority of Jurists' Views". *Al-Dalili* 3 (2):53-70. https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/47.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/47

Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 53-70

Published online: 01-01-2022

QR. Code

قرآن کریم میں اطلاق وتقیید کا معنی پر اثر- جمہور فقہاء کرام کے اقوال کا تحقیقی مطالعہ

Meaning's impact of Restricting Quranic Absolute Text - A Research Based Study of the Majority of Jurists' Views

[1]Hidayatullah, [2]Dr. Sanaullah

ABSTRACT:
Jurisprudential texts of the Holy Quran are two types: restricted or absolute. When a verse is restricted and its command and cause are same then there is no discrepancy among the followers of Sunnah to obey it as restricted. Discrepancy exists when restriction of the text is available and command or cause of both texts are not same or restriction are existed in prophet's saying because Restriction of absolute qur'anic text has effect on meaning, legal Provision, code, law and verdict. There are chances that either meaning will be growing wider or narrow and heavy or light which has direct effect on Islamic Jurisprudence. Some time it is possible that restriction will be not cautious order and vice versa. Interpretative measure and too much Caution are taken to reach to accurate and probable order of Almighty Allah. What are opinions of followers of Sunnah in this regard? Fundamentalists of Ahnaf do not allow Restriction of absolute qur'anic text by prophet's saying because it is an abrogation of qur'anic text by Hadith which is too little in rank as compared to qur'anic text which is continual. There are four types of restriction of qur'anic text. Ahnaf allows it when order and cause are same and in the remain cases, they do not consider it permissible while Malik bin Anas, Mohammad bin Idrees Al Shafi and Ahmad bin al Hanbal consider it as permissible. While in case of Hadith they also give permission but in some few cases they refuse its permission because of some reasons which will be discussed in this article.
Keywords: Restriction, Absolute Text, Cause, Order.

قرآن کریم کی احکامی نصوص دو طرح کے ہیں بعض مطلق اور بعض مقید۔ یہ آیات حکم یا سبب میں متفق یا مختلف ہوتے ہیں۔ قید صرف قرآن کریم کی نص تک محدود نہیں بلکہ بعض دفعہ نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ میں بھی موجود ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے قرآن کریم مقید ہو جاتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: قرآن کریم میں جب مطلق وارد ہو اور دوسرے نص [قرآن مجید اور سنت مبارکہ] میں مقید موجود ہو تو کیا مطلق کو مقید پر اس طور سے محمول کر سکتے ہیں کہ مطلق سے مقید مراد لیا جائے یا پھر جس طرح وہ مطلق استعمال ہوا ہے وہاں بطور مطلق عمل کیا جائے اور جہاں مقید استعمال ہوا ہے وہاں مقید پر عمل کیا جائے؟ اس سوال کے جواب کے لیے ایسے اصول کی ضرورت ہے جو ان میں تعلق کو ظاہر کریں اور ان کا مقید لینے یا نہ لینے سے معنی پر جو اثر پڑتا ہے وہ ظاہر ہو جائے فقہاء کرام نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اصول وضع کیے ان کے دونوں گروہ یعنی اہل الرائے اور اہل الحدیث کے درمیان اصول کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا یہ اختلاف یا اثر کس طرح ہے اس کی وضاحت کے لیے چند مسائل بطور نمونہ لئے گئے اس مقالہ سے وہ اثر ظاہر ہو جائے گا۔

مطلق اور مقید کی تعریف

مطلق: وہ لفظ جو بغیر قید کے حقیقت پر دلالت کرے۔ یا وہ اسم جس سے بغیر کسی قید کے مسمی مراد لیا جائے خواہ وہ صفت ہو یا اسم

جنس[1]۔وہ لفظ جو بلا قید کسی ماہیت پر دلالت کرے[2]۔

مطلق کا حکم یہ ہے کہ اسے مطلق ہی رکھا جائے گا، اسے کسی قید کے ساتھ مقید کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ اگر اس کی تقیید پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو پھر وہ مقید ہو سکتا ہے یہ اپنی معنی پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے اور اپنے مدلول کے لیے حکم کو ثابت کرتا ہے۔

مقید: وہ اسم ہے جو قید کے ساتھ حقیقت پر دلالت کرے۔ یا وہ خاص جو کسی ذات پر اس کی مخصوص صفات کے ساتھ دلالت کرے۔ مقید کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اس سے مراد وہ الفاظ لئے جائیں جو کسی معین مدلول پر دلالت کرتے ہیں مثلاً زید، عمر اور ھذا الرجل وغیرہ، دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ الفاظ جو مطلق مدلول پر دلالت کریں لیکن کسی ایسی وصف کے ساتھ جو اس مطلق پر ایک زائد صفت ہو مثلاً مصری دینار، مکی درہم۔ مقید کی یہ قسم اپنی جنس کے لحاظ اگرچہ مطلق ہے کہ اس کا اطلاق ہر مصری دینار اور ہر مکی درہم پر ہے لیکن مطلق دینار اور درہم کے مقابلہ میں یہ مقید ہے اس لئے ایک لحاظ سے یہ مطلق ہے اور ایک لحاظ سے مقید ہے[3]۔ جو کسی معین یا کسی ایسی غیر معین چیز پر دلالت کرے جو کسی جنس میں شامل حقیقت سے زائد کسی امر سے موصوف ہو[4]۔ مقید کے موجب پر عمل کرنا لازمی ہے اس کو باطل کرنا مناسب نہیں البتہ اگر کوئی دلیل موجود ہو تو اس پر اس کے موافق عمل کیا جائے گا۔

قید مخرج الغالب

اس طرح بھی ممکن ہے کہ بعض دفعہ ائمہ اربعہ کسی قید کو ملغی قرار دیتے ہیں اور قید کے خلاف عمل کرتے ہیں کیونکہ یہ قید بطور مخرج الغالب ذکر ہوا ہو جیسے:

الف: جواز الرہن فی الحضر

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ[5]۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔

اس آیت کریمہ میں سفر کا قید مذکور ہے لیکن یہ مخرج الغالب کے طور پر ذکر ہوا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جَو میں گروی تھی[6]۔

مطلق اور مقید کا موضوع، حکم اور سبب ایک ہے موضوع آیت اور حدیث ایک ہے یعنی رہن، سبب بھی ایک ہے یعنی حفظ مال الدائن اور حکم بھی ایک ہے یعنی جواز، لہذا حالت سفر اور حالت حضر دونوں میں رہن کو جائز رکھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مطلق اور مقید دونوں جانب اباحت میں ہے تو کوئی تعارض نہیں ہے[7]۔ تیسری بات یہ ہے کہ آیت میں سفر مخرج غالب کی وجہ سے اس لئے اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے[8]۔

ب: وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا[9]۔

ترجمہ: تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انھیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

ج: وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم[10]۔ اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں[11]۔

اس آیت یہ قید صرف داود ظاہری نے لیا ہے[12]۔

د: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ[13]۔ اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالو۔

ھ: لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً[14]۔ اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔

اور بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ کا یہ مطلب نہیں کہ بڑھا چڑھا کر نہ ہو تو مطلق سود جائز ہے بلکہ سود کم ہو یا زیادہ مفرد ہو یا مرکب مطلقاً حرام ہے مطلقا ربا کی حرمت کا بیان نہایت تشدید و تاکید کے ساتھ سورہ بقرہ میں آچکی ہے، اور اضعافا مضاعفۃ کے ذکر میں یہ قید برائے مزید مذمت کا ہے۔[15]۔

مطلق کو مقید پر محمول کرنے میں ائمہ اربعہ کا اتفاق

الف: استقبال القبلہ کی شرط نفل نماز سفر میں اور صلاۃ خوف میں[16]۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ[17]۔

ترجمہ: ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب آپ کو ہم اس قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔

آیت کریمہ استقبال قبلہ پر دلالت کرتی ہے اور یہ مطلق ہے جس میں سفر اور خوف کا کوئی قید نہیں ہے جبکہ نبی کریم ﷺ سے بعض روایات وارد ہے جس میں تقیید ہے نیز اگر خوف کی حالت زیادہ شدید ہو تو پھر قبلہ رخ ہونا اور سوار و پیادہ ہونا بھی ضروری نہیں ہے[18]۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر جس طرف وہ آپ کو لے کر چلتی (اسی طرف نماز پڑھتے) اور جب فرض (نماز پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر کر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیتے[19]۔

ب: صوم التمتع بالعمرۃ الی الحج

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ[20]۔

ترجمہ: جسے طاقت نہ ہو تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی پر

یہ صوم مقید ہے حج کے ساتھ اور سات دن مقید بالرجوع ہے اور ایسا کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس تقیید کا معارض ہو اس لئے اس مقید کو اپنے حال پر رکھا جائے گا[21]۔

ج: کفارہ قسم کے روزوں میں تتابع کا شرط

حانث جب اطعام، اکساۃ اور اعتاق سے عاجز ہو تو اس پر تین دن روزے بطور کفار رکھے گے لیکن روزہ رکھنے میں میں تتابع شرط ہے یا نہیں؟ احناف نے ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول قراءۃ کی بنا پر تتابع کو ثابت کرتے ہیں شوافع ایک روایت میں اور ظاہر مذہب احمد میں وہ آیت ظہار اور قتل خطاء کے کفارہ کے مقید ہونے سے استدلال کرتے ہیں یعنی قیاس کے لئے امر جامع ڈھونڈ لیا ہے[22]۔

قول ثانی یہ مالکیہ اور شوافع کا ہے ان کے نزدیک تتابع واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اور انھوں نے مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا ہے۔ ان المطلق یعمل بہ علی اطلاقہ حتی یرد دلیل صحیح یعارضہ۔ یعنی جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے وہ شوافع کے نزدیک صحیح نہیں ہے اس لئے اس سے تقیید نہیں کیا گیا ہے[23]۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔[24]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرانا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن روزے ہیں یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ، یعنی اگر کسی قسم توڑنے والے کو اس مالی کفارہ کے ادا کرنے پر قدرت نہ ہو کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکے نہ کپڑا دے سکے اور نہ غلام آزاد کر سکے تو پھر اس کا کفارہ یہ ہے کہ تین دن روزے رکھے، بعض روایات میں اس جگہ تین روزے پے در پے مسلسل رکھنے کا حکم آیا ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہؒ اور بعض دوسرے ائمہ کے نزدیک کفارہ قسم کے تین روزے مسلسل ہونا ضروری ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے عبد اللہ بن مسعود کی قراءۃ سے تتابع پر عمل کیا اور خبر واحد کو نہیں لیا ہے[25]۔ امام شافعی کے نزدیک یہ قراءۃ متواتر نہیں ہے اور یہ خبر آحاد کی طرح نہیں جس کو ثقات نقل کرتے ہیں[26] بلکہ قراءۃ شاذہ ہے[27]۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ اگر قرآن نہیں ہے تو خبر واحد تو ہے اور عمل خبر واحد پر واجب ہے[28] احناف کے نزدیک یہ زیادۃ علی النص ہے اور یہ نسخ ہے یہ ان کے اپنے اصل کے ساتھ تناقض ہے جس طرح کفارۃ ظہار میں کہا ہے[29]۔ احناف نے تقیید قراءۃ شاذہ سے کیا ہے اور جمہور نے ایک قول میں قرآن کریم کی آیت الظہار پر قیاس کیا ہے۔

تقیید بالقرآن کے اعتبار سے مطلق اور مقید کی اقسام:

مواضع اتفاق، مواضع تفصیل واختلاف اور تعدد القیود۔

مواضع اتفاق: اَول: مطلق اور مقید حکم اور سبب دونوں میں مختلف ہو۔ دوم: مطلق اور مقید کا حکم اور سبب متفق ہو۔

اَول: مطلق اور مقید حکم اور سبب دونوں میں مختلف ہو۔ ایسی حالت میں مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر ایک پر اپنی اپنی جگہ عمل کیا جائے گا۔ جیسا کہ قاضي اَبو بکر باقلاني، إمام الحرمين جويني، کیا الھراسی، ابن برھان، اورآمدي وغیرھم نے نقل کیے ہیں. امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔

الف: قتل خطاء کی تقیید پر کفارہ یمین کو محمول کرنا۔ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ[30]۔ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ[31]۔ ایک آیت میں قتل خطاء کا بیان ہے اور دوسرے میں کفارۃ یمین کا بیان ہے حکم میں اختلاف اس طرح ہے کہ ایک میں دو مہینے روزہ رکھنے کا حکم ہے اور دوسرے میں تین دن ہے ایک میں تتابع کا قید ہے اور دوسرے میں نہیں ہے۔ اس آیت پر تقیید کسی نے نہیں کیا ہے اس لیے مثال میں پیش کرنا صحیح ہے البتہ جو گزر گیا وہ آیت ظہار پر قیاس کی وجہ سے استحباب مراد لیا ہے۔ احناف نے اس میں قراءۃ شاذہ سے تقیید کیا ہے[32]۔

ب: قطع ید السارق من المفصل۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا[33]۔ چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ۔[34]

ترجمہ:　اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کہنیوں سمیت دھولو۔

آیت اولی مطلق ہے اور ثانیہ مقید ہے لیکن پہلے میں وجوب قطع الایدی کا بیان ہے اور سبب سرقہ ہے اور دوسرے میں غسل الایدی کا بیان ہے اور سبب قیام الی الصلاۃ ہے حکم اور سبب دونوں میں اختلاف ہے اس لیے مطلق کو مقید پر حمل نہیں کیا جائے گا۔

ید سے مراد کف، مرفق اور منکب ہے احناف کہتے ہیں کہ حدود شبہ سے ساقط ہوتا ہے اور حد متیقن سے متجاوز نہیں ہوتے اور یقین یہاں اتنا ہے جس پر ید کا اطلاق ہو اور اس کے ذریعے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں احناف جو قیاس مہر پر کرتے ہیں سرقہ میں اس قیاس سے بہتر ہے کہ ید کا قیاس آیت الوضوء پر کریں[35]۔

جمہور نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: عکرمہ، ابن عباس سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے قرآن میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ، اپنے چہروں اور ہاتھوں کو دھوؤ اور تیمم کے بارے میں فرمایا: فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ پس تم مسح کرو اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کا اور فرمایا چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو ہاتھوں کے کاٹنے میں کلائیوں تک کاٹنا سنت ہے لہذا تیمم بھی چہرے اور ہاتھوں کا ہے[36]۔

قسم ثاني: جب مطلق اور مقید کا حکم ایک ہی ہو اور ان کا سبب بھی ایک ہو تو اس وقت مطلق کو مقید پر حمل جائے گا۔

الف:　خون کا حکم۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ[37]۔ حرام کر دیا گیا تم پر مردار، خون، سور کا گوشت۔

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ۔[38]

ترجمہ:　آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو۔

لفظ دم آیت اولی میں مطلق ہے اور دوسرے میں مقید ہے مسفوح سے۔ حکم: حرمۃ الدم ہے۔ سبب: مطاعم محرمہ کا بیان ہے اور دونوں میں دم کا ذکر ہے۔ قاضي أبو بكر الباقلاني، قاضي عبد الوهاب، ابن فورك، اور إلكيا الطبري وغيرهم نے اس مسئلہ میں اجماع نقل کیا ہے۔ ابن برھان اوسط میں کہتے ہیں کہ اصحاب ابو حنیفہ کا اس میں اختلاف ہے بعض حمل کے قائل ہیں اور بعض عدم حمل کے أبو زيد الحنفي اور أبو منصور الماتريدي کہتے ہیں کہ أبو حنيفه حمل المطلق على المقيد کے قائل ہیں اور طرطوسي نے اس میں خلاف کو نقل کیا ہے[39]۔ بعض مالکیہ اور بعض حنابلہ سے لیکن اس بات میں نظر ہے اس لئے کہ اتفاق کو القاضي عبد الوهاب نقل کیا ہے اور وہ مالکیۃ میں سے ہے. پھر اس اتفاق کے بعد متفقین کے درمیان اختلاف ہے ابن حاجب نے اس کا حمل یہ بیان ہے مطلق کا یعنی مطلق سے مقید مراد ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ نسخ ہے یعنی سابق حکم مطلق کے لئے یہ مقید ہے لیکن اول بات اَولی ہے اور اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ مطلق متقدم ہو یا متاخر ہے یا یہ معلوم نہ ہو کہ سابق کونسا ہے اس کو الزركشي نے نقل کیا ہے[40]۔

ب:　آیت المشیئہ۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ[41]

ترجمہ:　جسکا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کیلئے چاہیں سردست دیتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ۔[42]

ترجمہ: جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے۔

نُؤْتِهِ مِنْهَا یہ مطلق ہے اور لمن نرید کے ساتھ مقید ہے اور حکم اور سبب دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔[43]

ج: حرمت رضاع۔ قرآن کریم اور خبر واحد میں حکم اور سبب دونوں میں متحد ہو اس میں کسی نے خلاف نہیں کیا ہے۔

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ[44]۔ رضاعت بھی اسے حرام کرتی ہے جسے ولادت حرام کرتی ہے۔[45]

مواضع تفصیل واختلاف:

وہ مقامات جس میں ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف موجود ہے اور اس میں وہ تفصیل کرتے ہیں۔ اس کی دو اقسام ہیں: قسم اول: سبب مختلف اور مطلق اور مقید کا حکم ایک ہو۔ قسم دوم: حکم مختلف اور سبب متحد۔

قسم اول: سبب مختلف اور مطلق اور مقید کا حکم ایک ہو

عتق المؤمنة في الظهار ۔ كفَّارةِ الظِّهارِ میں اللہ تعالی کا فرمان: وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا[46]۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمے آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔

كفَّارةِ قتلِ الخطإ: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ[47]۔ کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے (تو اور بات ہے) جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے، اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرانا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان، تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرانی لازمی ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے، جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی ضروری ہے۔ مذکورہ مسئلہ میں دو اقوال ہیں ایک عدم تقیید کا قول امام ابو حنیفہ[48]، ابو یوسف، عطاء، نخعی، زید بن علی اور ابو محمد بن حزم کا ہے[49] دوسرا قول تقیید کا ہے وہ جمہور کا ہے ان کے ساتھ معاویہ بن الحکم السلمی کی روایت بھی تائید میں موجود ہے[50]۔

صورت مسئلہ اس طرح ہے: مطلق اور مقید کا حکم ایک ہو لیکن اسباب حکم مختلف ہوں جیسے کفارہ ظہار میں غلام کو آزاد کرنا کفارہ قتل خطاء میں ایمان کا قید ہے اب حکم ایک ہے الإعتاق کا یعنی غلام کو آزاد کرنا ظھار اور قتل میں، اور سببین مختلفین ہیں یعنی ظھار اور قتل اب یہ قسم موضع اختلاف ہے. اس میں پانچ اقوال ہیں:

1: اگر حمل المطلق على الاطلاق پر دلیل نہ ہو تو اس کو مقید کیا جائے گا یہ لفظ اور لغت کا تقاضا ہے جیسے: وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ من رِجَالِكُمْ[51] یہ مطلق ہے۔ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ[52] یہ مقید ہے۔ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ۔ اس میں ما قبل پر حمل کیا جاتا ہے یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔ یہ ماوردی نے نقل کیا ہے۔

2: صرف ظاہر لفظ سے تقیید نہیں کرنا ہے جب تک قیاس یا کوئی اور دلیل موجود نہ ہو اس قیاس کے وجوب کا دعوہ نہیں کیا جائے گا اگر قیاس صحیح حاصل ہو جائے تو تقیید ثابت ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ اب یہاں قیاس یہ ہے: وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ[53]۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرو جسے تم خود لینے والے نہیں ہو ہاں اگر آنکھیں بند کر لو۔

اور کفر سے کوئی چیز اخبس نہیں ہے۔ امام رازی محصول میں کہتے ہیں کہ یہ معتدل قول ہے لیکن اس قول کی صحت تب ظاہر ہو گا جب اول دونوں اقوال کو فاسد کیا جائے یعنی شارع اگر یہ کہتا کہ کفارہ قتل میں رقبہ مومنہ کا اعتاق واجب ہے اور کفارہ ظہار میں رقبہ کا اعتاق ظاہر ہے تو کس طرح دونوں کلام متناقض نہ ہوئے اس لئے ہم جان گئے کہ ایک کا تقیید یہ تقاضا نہیں کرتا کہ دوسرا بھی مقید ہو۔ انھوں نے اپنی بات کی ثبوت کے لئے اس بات سے استشہاد کیا ہے کہ قرآن کریم ایک کلمہ کی طرح ہے اور جب شہادت ایک دفعہ عدالت کے ساتھ مقید اور اور باقی صورتوں میں اس کا اطلاق کیا گیا تو ہم نے مطلق کو مقید پر حمل کیا اس طرح یہاں بھی کیا[54]۔ یہ قفال شاشی، ابن فورک، ابو اسحاق الاسفر اینی، قاضی ابو الطیب، ابو اسحاق، امام الحرمین، ابن القشیری، غزالی، ابن برھان، ابن السمعانی، کا قول ہے اور ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ یہ اقرب قول ہے اور اس کو قاضی ابو بکر نے اختیار کیا ہے اور محققین کی طرف اس کا انتساب کیا ہے[55]۔

3: اغلظ قول کو لیا جائے اگر مطلق کا حکم اغلظ ہو تو مطلق لے لیں اور مقید کا حکم اغلظ ہو تو اس کو لے لیں ماوردی کہتے ہیں کہ یہ اولی المذاہب ہے۔

4: مقید اگر صفت ہو تو حمل کیا جائے گا جیسے ایمان اعتاق رقبہ میں اور اگر ذات ہو تو حمل نہیں کیا جائے گا جیسے وضوء مرافق تک نہ کہ تیمیم میں یہ ابہری کے قول کا خلاصہ ہے۔

5: حمل مطلق علی المقید نہیں کیا جائے نہ جہت لفظ سے اور نہ جہت قیاس سے یہ احناف کا مسلک ہے کفارہ قتل میں شدت ہے اور کفارہ ظہار میں شدت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی رحم کرنے والا ہے اور جب شدت نہیں کیا تو اس جگہ کیوں شدت کرتے ہیں۔ قاضي عبد الوهاب نے اکثر مالکیہ کی طرف بھی یہ قول منسوب ہے۔ سبب منع میں بھی ان کے درمیان اختلاف ہے کہ یہ زیادت علی الحکم ہے اور یہ نسخ ہے[56]۔

قسم دوم: حکم مختلف اور سبب متحد

الف: تیمم میں ہاتھ کی مقدار مسح

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ[57]

ترجمہ: اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کہنیوں سمیت دھو لو۔

دونوں نصوص میں سبب ایک ہے دونوں قیام الی الصلوۃ ہے لیکن حکم مختلف ہے اول میں وجوب التیمم ہے اور ثانی میں وجوب الوضوء ہے۔ تو کیا اس میں مطلق کو مقید پر حمل کیا جائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

مطلق اور مقید کا حکم مختلف ہو مگر سبب ایک ہو۔ اس حالت میں مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا اور اثبات اور نفی یا اختلاف کا کوئی لحاظ

نہیں کیا جائے گا اس پر اجماع ابن الحاجب نے نقل کیا ہے۔ اور مقید اپنے قید کے ساتھ مقید رہے گا اور اس پر اپنی اس قید کے ساتھ اسی جگہ عمل ہو گا جس کے لیے وہ وارد ہوا ہے۔ البتہ ابن العربی نے اس میں اختلاف کو نقل کیا ہے حنابلہ سے اس مسئلہ میں دو روایت ہیں[58]۔ محمد بن مسلمہ الانصاری اور زہری نے مطلق کو لیا ہے اور مسح ابط تک کہا ہے۔ امام مالک نے کفین مفصل تک لیا ہے ظاہرا اور باطنا۔ جمہور کا مسح المرفق تک ہے حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب مشہور میں اور شوافع اور حنابلہ کا بھی یہی رائے ہے۔ کف تک فرض ہے اور مرفق تک مستحب ہے یہ امام مالک اور امام احمد کا قول ہے اور قطع السارق اور مس الفرج پر قیاس کیا ہے۔ اس میں امام احمد مطلق کو مقید پر حمل نہیں کرتے ان کا استدال اس روایت سے بھی ہے۔ سعید بن عبد الرحمن ابن ابزی سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں جنبی ہو گیا اور میں نے پانی نہیں پایا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھ، تو حضرت عمارؓ نے فرمایا اے امیر المومنین کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ ایک سریہ میں جنبی ہو گئے اور ہمیں پانی نہ ملا اور آپ نے نماز ادا نہ کی بہر حال میں مٹی میں لیٹا اور نماز ادا کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے کافی تھا کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارتا پھر پھونک مارتا پھر ان دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرتا حضرت عمر نے فرمایا اے عمار اللہ سے ڈر حضرت عمار نے فرمایا اگر آپ نہ چاہیں تو میں یہ حدیث نہیں بیان کروں گا حکم سے روایت مذکور ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا ہم تیری روایت کا بوجھ تجھ ہی پر ڈالتے ہیں[59]۔ اور یہ علی کا قول بھی ہے اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے اور جن روایات میں مرفقین کا ذکر ہے اس سے روایت کے اعتبار سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔

احناف نے آیت سے تقید نہیں کیا ہے سرخسی کہتے ہیں کہ اگر ہم آیت سے تقید لیتے پھر تو سر کا مسح اور پاوں کا مسح بھی کرتے لیکن ہم نے خبر واحد سے تقید کیا ہے[60]۔

ب: اشتراط الکفارۃ قبل المسیس۔ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ [61]۔ عتق اور صیام میں ان یتماسا کا شرط ذکر کیا ہے اور اطعام میں یہ شرط ذکر نہیں کیا ہے امام شافعی سبب ایک ہونے کی وجہ سے اس تقیید کو مانتے ہیں اور امام ابو حنیفہ تقیید نہیں کرتے۔ امام شافعی کا دلیل خبر واحد بھی ہے جیسے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اس سے صحبت کر بیٹھا پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر لی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس چیز نے اس پر مجبور کیا وہ کہنے لگا میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی نبی ﷺ نے فرمایا اب اللہ کا حکم (کفارہ ادا) پورا کرنے سے پہلے اس کے پاس نہ جانا[62]۔

اس مسئلہ میں احناف سے خلاف ابن الہام نے نقل کیا سرخسی اور کاسانی نے اتفاق نقل کیا ہے۔ دوران کفارۃ اگر وطی کیا تو اس پر کیا لازم ہوتا ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے[63]۔

قول اول: مالکیہ تحریم وطی کے قائل ہے اور اگر دوران کفارۃ وطی کیا تو اس پر کفارہ کا اعادہ واجب ہے اور یہ وطی عمدا ہو یا نسیانا ہو دن ہو یا رات کو سب برابر ہے[64]۔ قول ثانی شوافع کا ہے انکے نزدیک گناہگار ہے اور استئناف لازم نہیں۔ قول ثالث: احناف اور حنابلہ کا ہے ان کے نزدیک اگر کفارہ بالصیام ہو تو استئناف لازم ہے اور اگر کفارہ بالطعام ہو تو اعادہ لازم نہیں اور سبب خلاف وہ ہے جو قرآن کریم میں تقیید کا ہے[65]۔

تعدد القیود

سابقہ ان مقامات کا ذکر تھا جس میں کوئی نص ایک جگہ مطلق ہو اور دوسری جگہ مقید وارد ہو لیکن جب ایک نص ایک جگہ مطلق ہو اور باقی جگہوں پر متنافی قیود کے ساتھ ذکر ہو تو اس کے حمل کرنے کا کیا صورت ہو گا۔

قیود جس کا اجتماع ممکن ہو جیسے رقبہ مومنہ اور رقبہ کا تبہ اس کے جمع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ قیود جس کا اجتماع ممکن نہ ہو۔ تو اس صورت میں احناف کے علاوہ جمہور کا اختلاف ہے۔ کیونکہ احناف کا اس اختلاف کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہے۔ لفظ کے اعتبار سے لغتا اگر حمل کرنا ہو تو اس صورت میں حمل ایک قید کا دوسرے قید پر یہ اولی ہے اس سے کہ وہ ایک قید پر حمل کیا جائے۔

قیدین متنافیین ہو اور جنس بھی ایک ہو جیسے صوم ظہار میں تتابع ہے صوم التمتع میں تفرق ہے سات اور تین کا ذکر ہے اور کفارۃ یمین میں مطلق ہے تو اس صورت میں اطلاق پر رکھنا یہ واجب ہے کیونکہ حمل ایک کا دوسرے پر اس میں کوئی دلیل نہیں ہے یعنی ایک میں تتابع ہے اور دوسرے میں تفرقہ ہے اس کا تو جمع ممکن نہیں اور تیسرے میں اس بات پر دلیل کی ضرورت ہے کہ تتابع لیا جائے یا تفرقہ اس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے[66]۔ اور جنہوں نے حمل المطلق علی المطلق قیاس کی وجہ سے کیا اور انکے درمیان کوئی جامع ڈھونڈ لیا ہے انہوں نے یہاں بھی قیاس کیا ہے اور اس کو مقید کیا ہے[67]۔ یعنی ظہار ایک قسم کا یمین ہے اسلئے کفارۃ یمین بھی اسکے ساتھ مقید کیا یعنی تتابع یا کفارۃ کو کفارۃ پر حمل کیا ہے۔

اور وہ صورت جہاں قیاس سے کوئی جامع نہیں ملا تو اس کو مطلق ہی چھوڑ دیا ہے جیسے قضاء رمضان اور کفارۃ ظہار یا صوم التمتع با لحج کے درمیان کوئی جامع نہیں ملا تو اس کو اطلاق پر چھوڑ دیا ہے۔[68]

خبر واحد کے ذریعے تقیید کا بیان

احناف کے نزدیک مطلق قطعی الدلالت اور قطعی الثبوت ہے جبکہ خبر واحد قطعی الدلالت ہے لیکن ظنی الثبوت ہے اور ظنی قطعی کے معارض نہیں ہو سکتے اس لئے کہ تعارض کا شرط تساوی الدلیلین ہیں رتبہ میں اور جب قرآن کریم کا نص قطعی الدلالہ ہے اور خبر واحد اس کا معارض نہیں ہو سکتا تو جو دلیل قوی ہو اس کو مقدم کیا جائے گا[69]۔ یہ اصل وجہ ہے جس کی وجہ سے احناف نے خبر واحد سے تقید نہیں کیا ہے اگرچہ امام ابویوسف نے تعدیل ارکان میں جمہور کا ساتھ دیا ہے۔ نیز احناف کے نزدیک جب اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ذریعہ زیادتی کرنا جائز نہیں ہو گا جیسے قتل المسلم بکافر میں احناف تقیید نہیں کرتے اور مطلق قصاص لیتے ہیں[70]۔ شوافع اور مالکیہ خبر واحد کے ذریعے تقیید مانتے ہیں۔ وہ خبر واحد کے ذریعے تقیید کرتے ہیں اور حکم کو ثابت کرتے ہیں جیسے نماز میں تعدیل ارکان[71]۔ نمونے کے طور چند مسائل درج ذیل ہیں۔

الف: امیر کی اطاعت کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔[72]

ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز پر اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ

بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

حضرت عبد اللہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مسلمان آدمی پر (امیر کی اطاعت) ان چیزوں میں جو ناپسند ہوں یا پسند ہوں واجب ہے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دے، جب گناہ کی بات کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ ہی اطاعت کرنا ہے[73]۔

ب: نماز میں اطمینان کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔[74]

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک رکوع اور سجدہ میں طمانینت واجب ہے کیونکہ آیت میں یہ مطلق ذکر کیا گیا ہے اور قومہ اور جلسہ میں سنت ہے[75]۔ بزدوی کہتے ہیں: یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ تعدیل کو نماز میں فرض کی حیثیت سے پیوست کیا جائے حتی کہ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے[76]۔ جرجانی کے نزدیک تعدیل سنت ہے[77]۔ سرخسی کہتے ہیں جس سے اعتدال رہ گیا اس پر اعادہ نماز واجب ہے۔ انھوں نے اس قول کا انتساب امام ابو یوسف کی طرف کیا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہے[78] اس لئے احناف کے لئے مشکل یہ ہے کہ زیادۃ بخبر الواحد یہ صحیح نہیں ہے تو کس طرح امام ابو یوسف ان کے ساتھ موافق ہوا اور سرخسی کے قول میں وہ تاویل کرتے ہیں کہ واجب کے رہ جانے سے اعادہ ہے فرض کے رہ جانے سے اعادہ نہیں ہے۔ احناف کہتے ہیں یہ واجب کا رہ جانا یہ مکروہ تحریمی ہے۔ جبکہ جمہور کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک طمانینہ فرض ہے اور ترک سے نماز باطل ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رکوع حقیقت شرعی ہے اور یہ محمول ہو گا عرف شارع پر نہ کہ حقیقت لغوی پر وہ مزید یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) مسجد میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جا نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسے اس نے پہلے پڑھی، پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے، آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، اس کے بعد جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو[79]۔

جمہور کہتے ہیں کہ جو چیزیں نماز میں ضروری ہے اس کا ذکر کیا اور مستحبات اور سنن کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔

دوسری روایت یہ ہے: ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا اس باب میں حضرت علی بن شیبان انس ابو ہریرہ اور رفاعہ زرقی سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث ابو مسعود انصاری حسن صحیح ہے اور اس پر صحابہ اور بعد کے اہل علم کا عمل ہے کہ آدمی رکوع اور سجدہ میں کمر کو سیدھا رکھے امام شافعی احمد

اور اسحاق کہتے ہیں کہ جو آدمی رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[80]

جمہور یہ قاعدہ ذکر کرتے ہیں: کہ کتاب وسنت میں جو نفی وارد ہو وہ نفی کمال واجب ہوتا ہے نفی کمال مستحب نہیں ہوتا[81]۔ احناف نے اس ضمن جو جوابات دیے ہیں ان سب پر کلام موجود ہیں[82]۔ احناف کی طرف سے حدیث کا ایک جواب یہ ہے کہ: ابوداوُد کہ قعنبی نے بسند سعید بن ابوسعید مقبری، حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو ایسا کر چکا تو تیری نماز پوری ہو گئی اور تو نے جو کچھ اس میں سے کم کیا تو اپنی نماز میں سے کم کیا، نیز اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو کو پورا کر۔ اور اس کو نماز کے نام سے یاد کیا اگر باطل ہو تا تو سرے سے اس کو نماز ہی نہیں کہتے[83]۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نماز اگر اس ہیئت پر ادا کرتے ہیں تو نماز صحیح ہے اور اگر اس سے کم ہوا تو نماز میں کمی آئیگی اور اور اگر اتنا سرعت اختیار کیا جیسے نقر الغراب والطائر تو پھر نماز صحیح نہیں ہو گی۔ اور نماز میں کمی اگر نسیانا ہو تو نفس جواز کا احتمال رکھتا ہے ورنہ حدیث تو وجوب الطمانینت میں صریح ہے اس لئے اعادہ کا حکم دیا ہے اور علت یہ ہے لم تصل اور جب جزء میں نقص آجاتا ہے تو کل میں نقص آتا ہے[84]۔

جو جواب احناف ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم نے نماز کے دوران نہیں کہا کہ تمہار نماز باطل ہو گیا اور یہ تقریر النبی ﷺ ہے جو اس بات پر شاہد ہے کہ نماز میں کمی آگئی فاسد نہیں ہوا ہے اس کا جواب جمہور کی طرف سے ہے کہ لم تصل سے اس کا جواب ہے اور ابن دقیق العید اس جواب پر بہت تعجب کرتے ہیں کہ بعض متاخرین یہ جواب بھی کرتے ہیں جو کہ انتہائی غیر مناسب ہے اور ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ سے آنکھ چراتے ہیں[85]۔ اور عمل کا نفی کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ فرض رہ گیا ہے۔ مستحبات کی رہ جانے سے تو نفی نہیں ہوتا[86]۔ نیز جو نماز کو اعتدال سے ادا نہیں کرتے ان کے لئے وعید شدید ہے۔ اور وعید شدید وجوب پر دال ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا۔[87]

ترجمہ: بیشک منافق اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔

نتائج

اطلاق اور تقیید علم اصول فقہ کے اہم مباحث ہیں اور اس میں اختلاف کا اثر معنی پر پڑتا ہے اس لیے معنی کے سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ احتیاط تک پہنچنے کیلئے اطلاق اور تقیید کے اصول وضع کیے گئے ہیں اور سلف کے تعامل کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اطلاق اور تقید نسبی ہے بعض وجوہ کی اعتبار سے مطلق ہوتا ہے اور بعض کی وجہ سے مقید ہوتا ہے۔ اطلاق اور تقیید کے قواعد اغلبی ہے بعض دفعہ ہر فریق سے اس میں اختلاف موجود ہوتا ہے جیسے مرتد کے عمل کے مسئلے میں، یہ اصول فقہ اسلامیہ کی خدمت کے لیے وضع کیے گیے ہیں نہ کہ عکس کے لیے۔ احتیاط بعض دفعہ تقیید میں ہوتا ہے جیسے رقبہ کے ساتھ ایمان کا شرط جبکہ امام ابوحنیفہ نے صرف قتل میں شرط قرار دیا ہے اور بعض دفعہ احتیاط اطلاق میں ہوتا ہے جیسے حرمت رضاع بغیر کسی قید کے۔

حمل المطلق علی المقید کے جواز پر علماء کا اتفاق ہیں اصولیین کی آراء کے مطالعہ کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس میں وہ بعض صور پر متفق ہیں اور بعض میں مختلف ہیں۔ حمل المطلق علی المقید کا معنی بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ مطلق اپنے اصل شکل میں موجود ہوتا ہے لیکن اس

میں سختی آجاتی ہے جیسے تتابع الصیام فی الکفارہ میں اصل حکم موجود ہوتا ہے یعنی روزہ رکھنا لیکن اس کے ساتھ ایک امر زائد کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

مطلق کو مقید پر محمول کرنے کے ہر جانب کے ساتھ شروط موجود ہیں اور ان شروط کے موجودگی کے بعد انھوں حمل کیا ہے۔ اتفاق حکم اور سبب میں جمہور کا اجماع ہے۔ باقی صور میں ہر مسلک کے اپنے شروط ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بعض مسائل میں اصولیین اطلاق پر متفق ہیں جیسے جواز الرھن فی الحضر اگرچہ مقید بھی موجود ہے لیکن مقید نہیں لیا ہے اور بعض مسائل میں اصولیین تقیید پر متفق ہیں اگرچہ انکے استدلال میں اختلاف ہوتا ہے جیسے صوم الکفارۃ میں تتابع۔ احناف اپنے اصل کے مطابق خبر واحد سے تقیید نہیں کرتے اور اس سے تعبیر کرتے ہیں کہ یہ زیادۃ علی النص ہے، یہ نسخ الاطلاق ہے اور اسی کے ساتھ ہی نسب کے رشتہ سے جو نکاح آپس میں حرام ہے رضاعت کے رشتہ سے بھی حرام مان لیا ہے۔ امام ابویوسف مسئلہ تعدیل ارکان کی فرضیت میں جمہور کے ساتھ متفق ہے۔

احناف نے نکاح میں شہادت کے لیے عدل کو شرط نہیں قرار دیا ہے اور عدول اور غیر عدول دونوں کو برابر کیا ہے[88] باقی سارے احکام میں عدل کو شرط قرار دیا ہے[89]۔

صوم التمتع بالعمرۃ الی الحج میں تین حج کے ساتھ مقید اور سات رجوع کے ساتھ اس میں سب متفق ہے۔

حوالہ جات

---

[1] هو اللفظ الدال على مدلول شائع في جنسه، علي بن محمد الآمدي أبو الحسن، الإحكام في أصول الأحكام، تحقيق: د. سيد الجميلي، دار الكتاب العربي – بيروت الطبعة الأولى، 1404ھ، ج3،ص5

[2] المطلق الدال على الماهية بلا قيد، الشيخ حسن العطار، على شرح الجلال المحلي، و على جمع الجوامع للامام السبكي، حاشية العطار على جمع الجوامع، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان، ج2، ص79

[3] وأما المقيد فإنه يطلق باعتبارين الأول ما كان من الألفاظ الدالة على مدلول معين كزيد وعمرو وهذا الرجل ونحوه الثاني ما كان من الألفاظ دالا على وصف مدلوله المطلق بصفة زائدة عليه كقولك دينار مصري ودرهم مكي وهذا النوع من المقيد وإن كان مطلقا في جنسه من حيث هو دينار مصري ودرهم مكي غير أنه مقيد بالنسبة إلى مطلق الدينار والدرهم فهو مطلق من وجه ومقيد من وجه، آمدي، الإحكام، ج3، ص6

[4] هو المتناول لمعين أو لغير معين موصوف بأمر زائد على الحقيقة الشاملة لجنسه، ابن قدامة، روضة الناظر، ج1، ص260

[5] البقرة2: 283

[6] امام بخاری، الجامع الصحيح، ج4، ص49، حديث: 2916

[7] محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی سنہ 1250ھ، نيل الاوطار من اسرار منتقى الاخبار، تحقيق وتعليق ابومعاذ طارق بن عوض الله بن محمد، دار ابن عفان اور دار ابن القيم، ط: اول، 2005ء، ج7، ص23۔ محمد بن علی الشوکانی، ارشاد الفحول الی تحقيق الحق من علم الاصول، تحقيق و تعليق، ابوحفص سامی بن العربی الاثری، دار الفضيلہ الرياض، ط: اول، 200ء، ج2، ص716

[8] تفصیل کے لئے مطالعہ کریں: فَصْلٌ: وَيَجُوزُ الرَّهْنُ فِي الْحَضَرِ، كَمَا يَجُوزُ فِي السَّفَرِ. عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، دار الفكر – بيروت، الطبعة الأولى، 1405، ج4، ص498، أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد، بداية المجتهد و نهاية المقتصد، مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر، ط4، 1395ھ، ج2، ص275

[9] النور: 33

[10] النساء4: 23

[11] *تفصیل کے لئے مطالعہ کریں:* الشیخ العلامہ منصور بن یونس البہوتی الحنبلی المتوفی ۱۰۵۱ھ،کشاف القناء عن الاقناء، تحقیق: لجنة متخصصہ فی وزارة العدل المملکة العربیہ السعودیہ، ط: 1، 2000ء، ج11، ص319، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد السیواسی، الشہیر بابن الہمام الحنفی،فتح القدیر، علی الہدایہ شرح بدایة المبتدی، شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی،منشورات محمد علی بیضون، لنشر کتب السنة والجماعة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط:2003،1،ج5،ص76، کشاف القناء ،ج14،ص413،منصور بن یونس بن ادریس البہوتی، شرح منتہی الاردات دقائق اولی النہی لشرح المنتہی، تحقیق عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، موسسة الرسالة ناشرون، ط: 1، 2000ء، ج3،ص200

[12] أبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد، بداية المجتهد و نهاية المقتصد (مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر،الطبعة: الرابعة، 1395هـ/1975م، ج2،ص33

[13] الإسراء: 31

[14] آل عمران 3: 130

[15] محمد بن علي بن محمد الشوكاني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، محقق: الشيخ أحمد عزو عناية، دمشق كفر بطنا،(دار الكتاب العربي، الطبعة: الطبعة الأولى1419هـ 1999م)، ج2،ص42

[16] قاعدة: "استقبال القبلة شرط في صحة الصلاة". إلا في الخوف، والتنفل في السفر المباح ذي القصد المعلوم، تاج الدين عبد الوهاب بن علي ابن عبد الكافي السبكي، الأشباه والنظائر،دار الكتب العلمية الطبعة الأولى 1411 هـ 1991م، ج1،ص266، ومنها إذا صلى صلاة في شدة الخوف فمشى في أثنائها أو استدبر القبلة للحاجة إليها لم تبطل صلاته لورود النص بذلك، عبد الرحيم بن الحسن الأسنوي أبو محمد، التمهيد في تخريج الفروع على الأصول، تحقيق: د. محمد حسن هيتو،مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى، 1400ه، ج1،ص464، وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الخوف على أنحاء كثيرة .الشيخ أحمد المعروف بشاه ولي الله ابن عبدالرحيم الدهلوي، حجة الله البالغة، راجعه وعلق عليه: الشيخ محمد شريف سكر، دار إحياء العلوم بيروت لبنان، الطبعة: الثانية 1413 هـ 1992 م، ج1،ص458

[17] البقرة2: 144

[18] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، الجامع الصحيح، أبو عبد الله ،(دار الشعب – القاهرة،الطبعة: الأولى ،1407ه، كتاب التفسير، باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ {فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالاً، أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ} [البقرة: 239]، الحديث: 4535،ج6،ص38

[19] امام بخاري، الجامع الصحيح، الحديث: 400و ج1،ص110

[20] البقرة2: 196

[21] امام الحرمين عبدالملك بن عبدالله بن يوسف الجويني ،نہايت المطلب فی درایة المذہب، تحقیق: دکتور عبدالعظیم الدیب، دار المنہاج، ط: اول، 2007،ج4،ص198، شیخ الاسلام العلامہ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبرالنمری القرطبی ،الکافی فی فقہ اہل المدینہ المالکی، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ط2، 1992، ص161، الشیخ العلامہ منصور بن یونس البہوتی الحنبلی، کشاف القناء ،ص278،

[22] کمال الدین، محمد بن عبدالواحد السیواسی، السکندری، المشهور بابن الهمام الحنفی ، فتح القدیر، ج5، ص76، الشیخ العلامه منصور بن یونس البهوتی الحنبلی المتوفی 1051ھ، کشاف القناء ،ج14، ص413، منصور بن یونس بن ادریس البهوتی، شرح منتهى الاردات دقائق اولی النهی لشرح المنتهى، تحقیق عبدالله بن عبدالمحسن الترکی، موسسة الرسالة ناشرون، ط: اول، 200ء، ج6، ص388، محمد امین ابن عابدین ،رد المحتار علی الدر المختارشرح تنویر الابصار ، مع تکمله ابن عابدین، تحقیق، عادل احمد عبدالموجود ، علی محمد معوض، دار عالم الکتب للطباعة والنشر والتوزیع، ، الریاض، 2003ء، ج4، ص115

[23] ابوعبدالله محمد بن محمد المغربی المعروف بالحطاب الرعینی متوفی سنه 954، مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل ، ، دار عالم الکتب للطاعه والنشر، ج4، ص419۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی سنه 1250ھ، محمد بن علی بن محمد الشوکانی متوفی سنه 1250ھ، نیل الاوطار ،ج10، ص468

[24] المائدة5: 89

[25] وعندنا شرط التتابع فيه ليس بحمل المطلق على المقيد بل بقراءة ابن مسعود رضي الله عنه (فصيام ثلاثة أيام متتابعات)، أبو بکر محمد بن احمد بن ابي سهل السرخسی ،دار الکتاب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة الاولی 1414 ھ 1993 م، ج1، ص269

[26] البرهان في أصول الفقه ،ج1، ص427

[27] المنخول ،ج1، ص374

[28] المستصفى في علم الأصول۔ط الرسالة ،ج1، ص194

[29] المنخول ،ج1، ص374۔ الوجيز الميسر في أصول الفقه المالكي ،ج1، ص5

[30] النساء4: 92

[31] المائدة5: 89

[32] بدر الدين محمد بن بهادر بن عبد الله الزركشي البحر المحيط في أصول الفقه ،تحقيق : د. محمد محمد تامر (دار الكتب العلمية، بيروت، طبع : 1421ھ 2000م، ج3، ص6

[33] المائدة5: 38

[34] المائدة5: 6

[35] وألزم ابن حزم الحنفية بأن يقولوا بالقطع من المرفق قياسا على الوضوء وكذا التيمم عندهم قال وهو أولى من قياسهم قدر المهر على نصاب السرقة ، فتح الباري شرح صحيح البخاري، تحقيق : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، دار المعرفة بيروت ، 1379 ، ج12، ص98 ، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد السیواسی، السکندری، المشهور بابن الهمام الحنفی ،فتح القدیر لابن ہمام ،ج5، ص380۔381، الشیخ العلامه منصور بن یونس البهوتی الحنبلی المتوفی ۱۰۵۱ھ، الشیخ العلامه منصور بن یونس البهوتی الحنبلی المتوفی ۱۰۵۱ھ، کشاف القناء ،ج14، ص169

[36] محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي, الجامع الصحيح سنن الترمذي, تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون, دار إحياء التراث العربي – بيروت,أبواب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم , باب ما جاء في التيمم ، رقم الحديث: 145 ،ج1، ص213

[37] المائدة5: 3

[38] الأنعام6: 145

[39] محمد بن علي بن محمد الشوكاني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول ،ج2،ص6۔ أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي ، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، تحقيق : أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، دار الكتب المصرية – القاهرة الطبعة : الثانية ، 1384هـ 1964م ،ج2،ص222

[40] محمد بن علي بن محمد الشوكاني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، محقق : الشيخ أحمد عزو عناية ، دمشق كفر بطنا ،دار الكتاب العربي، الطبعة : الطبعة الأولى 1419هـ 1999م ،ج2،ص7

[41] الإسراء : 18

[42] الشورى : 20

[43] وقال بعض العلماء: أجيب إن شئت، كما قال:" فَيَكْشِفُ ما تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شاءَ " [الانعام: 41] فيكون هذا من باب المطلق والمقيد،قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ج2،ص309۔ ج16،ص19

[44] النساء4: 23

[45] الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلاَدَةُ، امام بخاری، الجامع الصحیح،کتاب النکاح،باب{وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ} حديث: 5099،ج7،ص11

[46] المجادلة: 3

[47] النساء : 92

[48] كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ، شرح فتح القدير ، دار الفكر ، بيروت،ج4،ص259

[49] أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري ، المحلى, دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع،ج8،ص71

[50] أبو الوليد ابن رشد القرطبي الحفيد، بداية المجتهد، ج2،ص111 ، عبد الرحمن بن إبراهيم بن أحمد، أبو محمد بهاء الدين المقدسي ، العدة شرح العمدة ، محقق : صلاح بن محمد عويضة ، دار الكتب العلمية ،الطبعة الثانية، 1426هـ/2005م،ج2،ص69۔ ابوعبدالله محمد بن محمد المغربي المعروف بالحطاب الرعيني متوفى سنه 954،مواہب الجليل ج5،ص444،ج4،ص419۔ الام ،ج6،ص705۔موفق الدين ابو محمد عبدالله بن احمد بن قدامه المقدسی الجماعيلی الدمشقی، الصالحی الحنبلی ،المغنی ، تحقيق عبدالله بن عبدالمحسن الترکی، عبدالفتاح محمد عبدالحلو، ط: ۲، 1997، دار عالم الكتب المملكت العربيه السعوديه،ج11،ص81۔ الشيخ العلامه منصور بن يونس البهوتی الحنبلی المتوفی ۱۰۵۱ھ ، كشاف القناع ،ج12،ص491۔ ج4،ص410۔ شرح منتهى الارادات،ج6،ص388۔ الام ، محمد بن ادريس الشافعی، تحقيق رفعت فوزی عبدالمطلب ، ط اول، 2001ء، دار الوفاءللطباعه والنشروالتوزيع، ج م ع المنصوره۔

[51] البقرة2: 282

[52] الطلاق : 2 ، زرکشی، البحر المحيط في أصول الفقه، ج3، ص9

[53] البقرة2: 267

[54] محمد بن علی الشوکانی ، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول ،ج2،ص8

[55] البحر المحيط في أصول الفقه ،ج3،ص10

[56] زرکشی ،البحر المحيط في أصول الفقه ،ج3،ص12

[57] المائدة5: 6

[58] زرکشی، البحر المحيط في أصول الفقه ،ج3،ص9

[59] مسلم بن الحجاج, صحیح مسلم۔ ج1،ص193۔ 28 باب التَّيَمُّمِ. (62) ، حديث:846

[60] أبو بكر محمد بن احمد بن ابي سهل السرخسي، أصول السرخسي ، (دار الكتاب العلمية بيروت لبنان، ط:1، 1993م،ج1،ص270

[61] المجادلة : 4

[62] محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون الجامع الصحيح سنن الترمذي، (دار إحياء التراث العربي – بيروت)، كتاب الطلاق ، باب ما جاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، حديث: 1199 ، ج3،ص503

[63] الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (3/234)

[64] ابو عبدالله محمد بن محمد المغربي المعروف بالحطاب الرعيني متوفی سنه 954،مواہب الجليل،ج5،ص448

[65] كمال الدين، محمد بن عبدالواحد السيواسی، السكندری، المشهور بابن الهمام الحنفی ،فتح القدير ،ج4،ص231۔ الشيخ العلامه منصور بن يونس البهوتی الحنبلی،كشاف القناع ،ج12،ص479۔ شمس الدين السرخسي،كتاب المبسوط،دارالمعرفة،بيروت ،ج6،ص255

[66] عبد الرحيم بن الحسن الأسنوي أبو محمد، التمهيد في تخريج الفروع على الأصول، تحقيق : د. محمد حسن هيتو، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى، 1400ھ،ج1،ص427

[67] محمد بن عمر بن الحسين الرازي، المحصول في علم الأصول، تحقيق : طه جابر فياض العلواني ، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية – الرياض، الطبعة الأولى، 1400ھ،ج3،ص223

[68] العلامة أبو الحسن الماوردی، كتاب الحاوی الكبير ،دار الفكر۔ بيروت، ج10،ص1125

[69] لِأَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ ظَنِّيٌّ وَالْمُتَوَاتِرَ قَطْعِيٌّ، وَلَا يَجُوزُ نَسْخُ الْقَطْعِيِّ بِالظَّنِّيِّ ، أبو عبد الله، شمس الدين محمد بن محمد بن محمد المعروف بابن أمير حاج ويقال له ابن الموقت الحنفي ، التقرير والتحبير، دار الكتب العلمية ، الطبعة: الثانية، 1403ھ 1983م،ج1،ص294۔295

[70] أحمد بن محمد بن إسحاق الشاشي أبو علي، أصول الشاشي ، (دار الكتاب العربي بيروت ، 1402ھ،ص29

[71] أَمَّا عَلَى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ فَظَاهِرٌ ؛ لِأَنَّهُمَا يَرَيَانِ إثْبَاتَ الْفَرْضِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ ، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري ، تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري، الحاشية: منحة الخالق لابن عابدين، دار الكتاب الإسلامي، ج1،ص300۔ يجبُ العملُ بالقيدِ إلاَّ إذا قامَ دليلٌ على إلغائِهِ. عبد الله بن يوسف بن عيسى بن يعقوب اليعقوب الجديع العنزي، تيسيرُ علم أصول الفقه، مؤسسة الريان للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1418 ھ 1997م،ج1،ص234

[72] النساء 4: 59

[73] امام بخاری، الجامع الصحيح ، كتاب الأحكام، باب السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً ، حديث: 7144، ج9،ص78

[74] الحج : 77

[75] ابن نجيم ، البحر الرائق ،ج1،ص317

[76] فلا يكون إلحاق التعديل به على سبيل الفرض حتى تفسد الصلاة بتركه بيانا صحيحا، علي بن محمد البزدوي الحنفي، أصول البزدوي كنز الوصول الى معرفة الأصول،مطبعة جاويد بريس – كراتشي،ص12

[77] وَسُنَّةٌ عَلَى تَخْرِيجِ الْجُرْجَانِيِّ، زين الدين بن إبراهيم بن نجيم ، المعروف بابن نجيم المصري ، البحر الرائق شرح كنز الدقائق،دار المعرفة،بيروت ، ج1،ص316

[78] شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي، المبسوط للسرخسي ،دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس (دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان) طبع: أول، 1421هـ 2000م، ج1، ص346

[79] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله ، الجامع الصحيح، ترقيم فتح الباري، دار الشعب ، القاهرة، ط:1 ، 1407 هـ، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخافت، حديث: 757

[80] محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون (دار إحياء التراث العربي – بيروت)، أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،باب ما جاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع والسجود حديث: 265، ج2، ص51

[81] النفي الوارد في الكتاب والسنة المراد به نفي الكمال الواجب وليس نفي الكمال المستحب، زكريا بن غلام قادر الباكستاني، أصول الفقه على منهج أهل الحديث، دار الخراز، ج1، ص77

[82] وَأَجَابَ الْحَنَفِيَّةُ عَنْ هَذَا الِاسْتِدْلَالِ بِوُجُوهٍ كُلِّهَا مَخْدُوشَةٍ، أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ،دار الكتب العلمية – بيروت، ج2، ص111

[83] قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ فِي آخِرِهِ « فَإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلاَتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَإِنَّمَا انْتَقَصْتَهُ مِنْ صَلاَتِكَ ». أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، (دار الكتاب العربي ـ بيروت) الصلوة، باب صَلاَةِ مَنْ لاَ يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. ج1، ص318

[84] إنك إذا أتيت بهذه الهيئة كانت الصلاة مجزئة، وإذا انتقصت من ذلك فإنه ينتقص من صلاتك، لكن إذا كانت بالهيئة التي هي السرعة كنقر الغراب ونقر الطائر فإن الصلاة لا تصح، ، أحمد شهاب الدين بن حجر الهيتمي المكي , الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي. ، طبع : مصطفى الحلبي الطبعة الثانية اور طبع دار المعرفة مصورة عن طبعة مصطفى الحلبي الثانية، ، ج1، ص639۔ ولو كانت باطلة لما سماها صلاة، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى ، شرح سنن أبي داود، محقق : أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري، مكتبة الرشد – الرياض ،الطبعة : الأولى، 1420 هـ ، ج4، ص48

[85] تقي الدين أبو الفتح محمد بن علي بن وهب بن مطيع القشيري ، المعروف بابن دقيق العيد، إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام ، محقق : مصطفى شيخ مصطفى و مدثر سندس، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى 1426 هـ 2005 م، ج1، ص70

[86] والعمل لا يكون منفيا إلا إذا انتفى شيء من واجباته فأما إذا فعل كما أوجبه الله عز وجل فإنه لا يصح نفيه لانتفاء شيء من المستحبات التي ليست بواجبة، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني، القواعد النورانية الفقهية، محقق: محمد حامد الفقي، مكتبة السنة المحمدية، مصر، القاهرة، الطبعة : الأولى، 1370هـ/1951م، ج1، ص26

[87] النساء 4: 142

[88] أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغياني، الهداية شرح بداية المبتدي ، المكتبة الإسلامية، ج1، ص190۔ برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني ، متن بداية المبتدي في فقه الإمام أبي حنيفة ،مطبعة محمد علي صبح ، القاهرة، ج1، ص58

[89] وأما جواز الشهادة عند القاضي فنقول شهادة رجلين عدلين مقبولة في جميع الأحكام في أسباب العقوبات وغيرها إلا في الزنى فإنه لا تقبل إلا شهادة أربعة رجال عدول ، علاء الدين السمرقندي ، تحفة الفقهاء، دار الكتب العلمية ، بيروت، 1405 – 1984، ج3، ص362۔ زركشي، البحر المحيط في أصول الفقه ، ج3، ص9